AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 168-186
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

عہد نبوی کے آبی وسائل اور ان کے تحفظ کے لیے اقدامات اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ

Water Resources during the lifetime of the Holy Prophet (peace be upon him) and the Measures for their Conservation along with its Significance at present.

Muhammad Abubakar Siddique [1*] & **Dr. Shah Mueen ud din Hashmi** [2]
[1] Doctoral Candidate, [2] Associate Professor
Department of Seerat Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 21 Feb. 2019
Revised 05 May 2020
Accepted 08 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

***Keywords**:*
Conservation of Water, conservation of water in the Prophetic Era, Conservation of Water Resources an Islamic point of view.

ABSTRACT

Water scarcity is one of the major problems of our time. The fundamental precepts of the measures for conservation of water resources at the state level were originated and practised by the Prophet Muhammad (peace be upon him). He devised a solid strategy to solve the problem of water scarcity when he migrated to Madinah as there was a severe shortage of water resources. This article deals with the details regarding the strategies to resolve the issue of water scarcity in the Prophetic way. The study also elaborates how important it is to protect the water resources in Islam. Thorough research is made on the description of the water resources and the details of the wells found during the lifetime of the Prophet (peace be upon him). The researcher made a significant discussion on the water resources of that time, 'Ashraj' and floods are explained very well in particular as water resources. In addition, a comprehensive detail is presented on the multiple strategies adopted by the Holy Prophet (peace be upon him) to deal with the scarcity of water including caretaking of the water resources at first, fair and just distribution of water, utilizing the used water and offering incentives for creating a water resource for the nation. All these measures can fairly be practised at present as well. The article puts forward some suggested measures that can be used today. Water is the basic necessity of each individual of a society. Rather looking towards expensive commercial solutions, consideration of the proven strategies of the Prophet (peace be upon him) is highly beneficial for any state.

CC BY

موضوع کا تعارف

آبی وسائل کی قلت موجودہ دور کے اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ اسی وجہ سے اکثر ممالک آبی وسائل کی منصوبہ بندی کرتے ہیں تاکہ ان وسائل کو ضائع ہونے سے بچا کر طویل عرصے تک استعمال کیا جا سکے۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو جہاں دنیا بھر میں کم ہوتے آبی ذخائر کی وجہ سے آبی قلت کا اندیشہ ہے وہاں ایک اہم مسئلہ یہ بھی درپیش ہے کہ یہاں Multi-Year Cyclical Weather Pattern بھی پانی کی دستیابی پر اثر انداز ہوتا ہے۔[1] نیز ہمسایہ ملک کے ساتھ دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ بھی بہت سے مسائل کا باعث ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں آبی وسائل کی شدید قلت پیدا ہو سکتی ہے۔[2] اس لیے آبی وسائل کی منصوبہ بندی ایک اہم معاملہ ہے جس میں کوتاہی قومی سطح پر بڑے نقصان کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے پاکستان میں جامعات کی سطح پر نہ صرف تحقیقات جاری ہیں بلکہ عوامی سطح پر اس سے متعلق شعور اور آگاہی کو عام کیا جا رہا ہے۔

ریاستی سطح پر آبی وسائل کے تحفظ کے بنیادی تصورات قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ملتے ہیں اور ان کی عملی تطبیق ریاست مدینہ سے واضح ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے پانی اور اس کی افادیت کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری ہے: وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا[3]

ترجمہ: "اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔ تاکہ ایک مردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے۔"

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ[4]

ترجمہ: اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی، کیا وہ (ہماری اس خلاّقی کو) نہیں مانتے؟

رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں آبی وسائل کی شدید قلت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے آبی وسائل کی قلت کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ایک ٹھوس حکمت عملی طے فرمائی۔ اس مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ ان وسائل کے تحفظ کے لیے اسلامی نقطۂ نظر کیا ہے اور اس کی عملی تطبیق سیرت رسول ﷺ سے کس طرح سامنے آتی ہے؟

یہ بحث اس موضوع سے متعلق تین سوالات کا حل پیش کرتی ہے۔ ۱۔ مدینہ منورہ میں آبی وسائل کون کون سے تھے؟ ۲۔ آبی وسائل کی منصوبہ بندی اور تحفظ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کون کون سے اقدامات فرمائے؟ ۳۔ عصر حاضر میں ان اقدامات کی معنویت کیا ہے؟

عہد نبوی میں آبی وسائل

ہجرت کے بعد ابتدائی زمانے میں مدینہ کی جو صورت حال تھی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں خاص طور پر انصار کی آبادیوں میں آبی وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔[5] سافلہ[6] میں رہنے والے لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے اعوان و انصار تھے پانی کے حصول کے لیے بڑی مشقت اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس تنگی کو دور کرنے کے لیے آپ نے متعدد اقدامات کیے۔

مدینہ منورہ میں اہمیت کے حامل تمام آبی وسائل یہود کے قبضے میں تھے۔ یہود سرسبز زمینوں اور شاداب علاقوں میں بستے تھے، وہ مدینہ سمیت

پورے عرب میں ایسے مقامات پر اقامت پذیر تھے جہاں پانی کے وسائل بکثرت دستیاب تھے۔ مدینہ جو اس وقت یثرب کہلاتا تھا ایسا ہی ایک پر فضا مقام تھا جہاں قدرتی پانی کے وسائل کو دیر تک استعمال کرنے کے قدرتی انتظام موجود تھے۔ تین اطراف سے آنے والا پانی مدینہ کے پہاڑوں اور حرات (بجھے ہوئے آتش فشاں پہاڑوں) کے درمیان سے گزرتا ہوا شمالی حصے میں واقع نشیب کی طرف آجاتا تھا۔ کنوؤں اور بارشوں کے پانی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے جو زمینیں تھیں وہ یہود کی ملکیت میں تھیں اور وہ ان وسائل پر قبضے کی وجہ سے عام آبادی کا استحصال کیا کرتے تھے۔ جب کہ انصار کے پاس نشیبی علاقہ تھا اور وہاں پانی کی قلت تھی۔

روایات سیرت کے مطالعہ کے دوران تین قسم کے آبی وسائل کا ذکر ہمیں ملتا ہے۔ عددی لحاظ سے سب سے زیادہ ذکر کنوؤں کا ذکر آتا ہے اور اس سے متعلق تفصیلات بھی سیرت نگاروں نے جمع کی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اس کے علاوہ سیلابی پانی کا ذکر موجود ہے جو بارش کے دنوں میں آیا کرتا تھا۔ آبی وسائل میں اشراج کا ذکر بھی آتا ہے جس سے مراد وہ نالیاں ہیں جن کے ذریعے مدینہ کے اطراف میں واقع پہاڑوں اور حرات پر برسنے والا بارش کا پانی بہتا ہوا مدینہ کی زرعی زمینوں تک آتا تھا۔[7] عہد نبوی میں تینوں قسم کے وسائل موجود تھے جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔

مدینہ میں کنوؤں کا پانی

کنویں قدرتی طور پر عام آبادی کے درمیان واقع تھے جن سے عام لوگ پانی حاصل کرتے تھے۔ بعض کنویں زرعی زمینوں میں واقع تھے جن کے ذریعے زرعی زمینوں کو سیراب کیا جاتا تھا اور ایسی زمینوں کو اموال کہا جاتا تھا۔[8] عام طور پر یہ کنویں عام لوگ استعمال نہیں کرتے تھے کیونکہ اموال کے ارد گرد باڑ ہوتی تھی یا وہاں پہرہ دیا جاتا تھا اور غیر متعلقہ لوگ آزادی کے ساتھ اندر نہیں آسکتے تھے۔[9]

عام آبادی میں واقع کنوؤں میں سے جو کنویں عام لوگوں کے استعمال میں تھے ان میں سے بعض تک عام لوگوں کو مفت رسائی حاصل تھی جب کہ بعض کنوؤں سے پانی لینے کے لیے قیمت ادا کرنی پڑتی تھی۔ مثلاً بئر رومہ کے بارے میں یہ وضاحت موجود ہے کہ وہاں ایک مشک پانی ایک مد کھجور یا گندم کے بدلے میں ملتا تھا۔[10]

عہد نبوی میں کنوؤں کی کل تعداد حتمی طور پر معلوم کرنا ممکن نہیں ہے۔ ابتدائی دور کے سیرت نگاروں میں سے ابن اسحاق، ابن ہشام اور واقدی نے کنوؤں پر الگ عنوان قائم نہیں کیا ہے البتہ ضمنی طور پر روایات کے درمیان متعدد کنوؤں کا ذکر موجود ہے جب کہ بعض سیرت نگاروں مثلاً ابن نجار، ابن شبہ اور ابن سعد نے اپنی کتب میں مستقل عناوین کے تحت کنوؤں کی تعداد اور ان کا تعارف ذکر کیا ہے۔ بعض معاصر تحقیقات میں مدینہ منورہ کے 44 کنوؤں کا ذکر بھی موجود ہے[11] مگر ان تمام کنوؤں کا تعلق سیرت کے ساتھ ثابت نہیں ہے اور مصادر سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ یہ کنویں عہد نبوی ہی میں کھودے گئے تھے یا بعد میں کھودے گئے۔ نیز مذکورہ 44 کنوؤں میں سے بعض یقینی طور پر مدینہ سے باہر اور بعض مدینہ سے بہت دور واقع تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن سعد، ابن شبہ اور ابن نجار نے مدینہ منورہ کے جن کنوؤں کا ذکر کیا ہے ان کی مجموعی تعداد 20 سے کچھ زیادہ ہے۔ اگرچہ ضمنی طور پر بعض جزئیات اور ناموں کی تعیین میں سیرت نگاروں کے درمیان اختلافات موجود ہیں مگر اس سے کنوؤں کی تعداد پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہود کی آبادی میں واقع کنویں

رسول اللہ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ منورہ کے زیادہ تر کنویں یہود کے قبضے میں تھے۔ کتب حدیث وسیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے معروف کنویں بئر اریس، بئر رومہ، بئر انا، بئر ذوران اور بئر عاضد یہودیوں کی ملکیت میں تھے جیسا کہ مؤرخین نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ تمام کنویں یہودیوں کے نام پر ہیں۔[12] ان میں سے بعض جیسے بئر رومہ اور بئر اریس کو حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر عام لوگوں کے لیے وقف کیا تھا۔[13] ذیل میں ان کنوؤں کا تعارف کروایا جارہا ہے جو یہود کے علاقوں میں واقع تھے یا ان کے قبضے میں تھے اور عام لوگ وہاں سے پانی نہیں لے سکتے تھے۔

۱۔ بئر الاعواف

بئر الاعواف خنافہ نامی یہودی شخص کی ملکیت میں تھا جو ام المؤمنین حضرت ریحانہؓ کا دادا تھا۔ اعواف نامی یہ زمین رسول اللہ ﷺ کے صدقات میں شامل تھی اور آپ ﷺ نے بئر الاعواف کے کنارے پر بیٹھ کر وضو فرمایا اور اس کا پانی کنویں میں بہایا تھا۔ ابن شبہ نے یہ بھی کہا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے وضو کا پانی بہایا تھا وہاں سبزہ اگ آیا تھا اور ان کے زمانے تک باقی رہا۔[14]

۲۔ بئر انا

رسول اللہ ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو بئر انا کے پاس آپ کا قبہ لگایا گیا اور آپ نے وہاں موجود مسجد میں نماز پڑھی۔ آپ نے یہاں موجود کنویں سے پانی پیا اور وہاں ایک بیری کے درخت سے آپ کی سواری باندھی گئی۔[15]

۳۔ بئر رومہ / بئر عثمان بن عفان

بئر رومہ مشہور و معروف کنواں ہے جسے رسول اللہ ﷺ کے ایماء پر حضرت عثمان غنیؓ نے خرید لیا تھا۔ بئر رومہ نامی کنواں وادی عقیق میں واقع تھا اور وہاں لوگوں کو اس کے پانی کی شدید احتیاج ہوتی تھی مگر اس کنویں کا مالک اس کا پانی بیچا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ کنواں وقف کرنے کی ترغیب دی تاکہ لوگ بغیر روک ٹوک کے پانی حاصل کر سکیں۔[16]

۴۔ بئر الملک

حضرت عثمان غنیؓ نے جو کنویں عام مسلمانوں کے لیے خرید کر وقف کیے ان میں ایک بئر الملک بھی ہے۔ یہ یمنی بادشاہ "تبع" نے بنایا تھا جب وہ مدینہ میں رہائش پذیر ہوا۔ اس نے ایک عورت سے اس کنویں کی وباء کی شکایت کی تو اس نے دو گدھوں پر بئر رومہ کا پانی لا کر دیا۔ مدینہ سے جاتے ہوئے تبع نے اس کی خدمات کے صلے میں اپنی رہائش گاہ بمع سامان اور کنواں اس کے حوالے کر دی۔[17]

مشہور روایات میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک یہودی کا کنواں خریدنا چاہا۔ اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر پورا نہیں دے سکتے تو آدھا مجھے بیچ دو۔ یہودی آدھا کنواں بیچنے پر رضامند ہو گیا۔ آپ نے آدھا کنواں خرید کر دن تقسیم کر لیے۔ جس دن حضرت عثمانؓ کا دن ہوتا لوگ اپنی ضرورت کے مطابق کنویں سے پانی نکال کر جمع کر لیتے اور دوسرے دن یہودی کی باری ہوتی تو اس دن کوئی نہ آتا۔ اس طرح اس یہودی کا کاروبار بند ہو گیا۔ ایک دن اس نے مجبور ہو کر دوسرا آدھا بھی حضرت عثمانؓ کو بیچ دیا اور آپؓ نے اسے عام لوگوں کے لیے وقف کر دیا۔ کچھ لوگ اسے بئر رومہ کا قصہ سمجھتے ہیں جب کہ سمہودی کی تصریح کے مطابق یہ بئر الملک کا قصہ ہے۔[18]

عام آبادی میں واقع کنویں

یعقوبی کی تصریح کے مطابق رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار کے علاقے میں صرف دو کنویں تھے جہاں سے سارا سال پانی لیا جا سکتا تھا اور ان کا نام بئر رومہ اور بئر عروہ تھا۔[19] کتب سیرت میں ان کے سوا اور بھی متعدد کنوؤں کے نام موجود ہیں مگر ان کا پانی یا تو کم تھا یا پھر سارا سال مسلسل ان میں پانی نہیں رہتا تھا۔ جہاں سے عام لوگ پانی لے سکتے تھے۔ کتب حدیث و سیرت کے مطالعے جن کنوؤں کی طرف لوگوں کا زیادہ رجحان معلوم ہوتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔ بئر اریس

"بئر اریس" عبداللہ بن اریس نامی شخص سے منسوب ہے جس نے اپنی قوم کی طرف مبعوث نبی کو شہید کیا تھا۔[20] بئر اریس مسجد قباء کے بالکل سامنے حدیقۃ الاشراف میں واقع ہے۔ مسجد قباء بئر اریس کے دونوں غربی کناروں کے درمیان واقع ہے۔ بئر اریس کی گہرائی چودہ ذراع اور ایک بالشت ہے جس میں پانی کی مقدار ڈھائی ذراع ہے جب کہ اس کنویں کا عرض پانچ ذراع ہے۔ اس کے علاوہ وہ چبوترہ جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف فرما ہوئے تھے اس کا طول تین ذراع سے ایک ہاتھ کم ہے۔[21]

۲۔ بئر انس بن مالک، بئر مالک بن نضر

اس کنویں کا چرچا اسلام سے پہلے بھی تھا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اس کنویں کو "برود" کہا جاتا تھا اور جب کبھی مشکل وقت میں اہل مدینہ گھروں میں محصور ہوتے تو اس کنویں سے پانی لیا کرتے تھے۔[22] بئر انس حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں تھا۔ اس کنویں کو ان کے والد کی نسبت سے بئر مالک بھی کہا جاتا ہے۔ اس کنویں میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور ابو ایوب انصاری کے مکان پر فروکش ہوئے تو ابتداء میں آپ کے لیے بئر مالک بن نضر ہی سے پانی لایا جاتا تھا۔[23]

۳۔ بئر سقیا/ بئر مالک بن نضر (والد انس)

"سُقْیا" سے مراد وہ کنواں جسے بادلوں کا پانی سیر اب کر دے۔ یہ کنواں مقام فلجان میں واقع تھا اس کے پاس ایک مسجد بھی تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور دعا فرمائی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے: "كان يستقي له الماء العذب من بئر السقيا"[24] یعنی بئر سقیا سے رسول اللہ ﷺ کے لیے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔

واقدی کی روایت میں ہے کہ انس بن مالک اور ان کے علاوہ ہند اور حارثہ جو دونوں حضرت اسماءؓ کے صاحب زادے تھے وہ بئر السقیاء سے پانی بھر کر ازواج مطہرات کے گھروں میں لے جایا کرتے تھے۔ جب کہ رباح جو کہ حبشی غلام تھے حضور ﷺ کی خدمت پر مامور تھے جو آپ کے لیے ایک روز بئر غرس سے اور دوسرے روز بئر السقیا سے پانی لے کر جاتے تھے۔[25]

ان کے علاوہ مدینہ منورہ کی تاریخ میں درج ذیل کنوؤں کا ذکر ملتا ہے۔

بئر اھاب / بئر زمزم: "اہاب" چمڑے کو کہا جاتا ہے۔ یہ کنواں حضرت سعد بن عثمانؓ کی ملکیت میں تھا۔

بئر البصۃ: قباء کی طرف جانے والے راستے پر بقیع کے قریب کھجور کے باغ میں واقع تھا۔

بئر بضاعۃ: یہ کنواں بنو ساعدہ کے گھروں کے پاس ایک باغ میں واقع تھا جہاں کھجوروں کے درخت تھے۔

بئر جاسوم / بئر ابی الہیثم بن تیہان: مسجد راتج کے ساتھ واقع تھا۔ بئر ابی الہیثم بن تیہان بھی یہی ہے۔

بئر جمل: بئر جمل مدینہ میں وادی عقیق کے آخری حصے میں جرف کی طرف ایک کنواں تھا۔

بیر حاء: بیر حاء مشہور کنواں ہے جو جناب ابو طلحہ کے باغ میں واقع تھا۔

بئر ابی عنبہ: "عنبہ "عنب (انگور) کا واحد ہے۔ یہ مدینہ سے ایک میل کی مسافت پر واقع تھا۔

بئر غرس: یہ مسجد قباء کی شرقی جانب شمالی جہت کی طرف نصف میل دور مقام غرس میں واقع ہے۔

بئر القراصۃ: اس کی جہت مسجد خربہ کی طرف ہے جو مساجد فتح کی مغربی جانب واقع ہے۔

بئر الیسرۃ: انصار کے ایک بطن بنی امیہ بن زید کا کنواں تھا۔ اسے بئر بنی امیہ بھی کہا جاتا تھا۔

عین النبی ﷺ / عین کہف بنی حرام: وادی بطحان میں بنی حرام کی ملکیت میں جبل سلع کی غربی جانب واقع تھا۔

عہد نبوی میں مدینہ کے اشراج کا پانی

عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں پانی کا ایک ذریعہ اشراج بھی تھے۔ یہ شرج کی جمع ہے اور شرج سے مراد: "مجاري المَاء من الْحرار إِلَى السهولة" یعنی حرات سے نرم زمین کی طرف پانی اترنے کے راستے کو شرج کہا جاتا ہے۔[26] شرج یا اشراج سے مراد حرات سے اترنے والے پانی کی نالیاں یا ذرائع ہیں جن سے بہتا ہوا یا رستا ہوا پانی نرم زمینوں تک آتا ہے اور انہیں سیر اب کرتا ہے۔ یہ پانی حرات سے نہیں نکلتا بلکہ یہ بارشوں کا پانی ہوتا ہے جو حرات میں جمع ہو جاتا ہے اور بعد میں اشراج کے ذریعے نرم زمینوں کی طرف آتا ہے۔

مدینہ کے اشراج کے پانی کی مقدار

مدینہ کی آبادی اور حرات کے درمیان زرعی زمینیں واقع تھیں۔ ان میں سے حرات کے ساتھ بعض متصل زمینیں اشراج سے سیر اب ہوتی تھیں۔ مدینہ منورہ میں کتنے اشراج تھے اور ان کے پانی کی مقدار کتنی تھی؟ اس پر سیرت نگاروں نے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی ہے جس کی وجہ سے اس سے متعلق اکٹھی معلومات کہیں نہیں ملیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی اور یہ پانی کا مستقل ذریعہ بھی نہ تھے بلکہ ان نالیوں میں پانی مخصوص موسم میں آیا کرتا تھا۔ مگر شرج کی جمع 'شراج' یا 'اشراج' بذات خود ان کی عددی کثرت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ لفظ جمع کی صورت میں حدیث میں آیا ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے ساتھ انصاری صحابی کا پانی پر اختلاف ہوا اور یہ پانی 'اشراج الحرۃ' سے آیا کرتا تھا اور اس سے زمینوں کو سیر اب کیا جاتا تھا۔[27] اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ زرعی زمین میں پنڈلیوں تک اور نخیل یعنی کھجوروں کے باغ میں ایڑیوں کے برابر پانی کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ تو اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اشراج سے آنے والے پانی کی اتنی مقدار ہوتی تھی کہ اس سے زمینیں سیر اب ہو جایا کرتی تھیں۔

عہد نبوی میں مدینہ کی وادیوں کے سیلاب

عہد نبوی میں مدینہ کی مختلف وادیوں میں برسنے والا بارشوں کا پانی جمع ہو کر نشیب کی طرف چلتا تو بعض اوقات پانی تھوڑا ہوتا جس سے اہل مدینہ فائدہ اٹھاتے۔ جب کہ بعض اوقات پانی بہت زیادہ ہوتا تو سیلاب کی صورت اختیار کر لیتا جس سے نشیب میں رہنے والی آبادی کو نقصان پہنچتا تھا۔ ہر وادی میں بہنے والے پانی کو سیل (سیلاب) ہی کہا جاتا تھا خواہ پانی کم ہو یا زیادہ نیز ہر وادی کے سیلاب کو اس وادی کی نسبت سے ہی نام دیا

جاتا تھا۔ عہد نبوی میں وادیوں اور ان سے منسوب سیلابوں کے نام درج ذیل ہیں:

ا۔ وادی مہزور

وادی مہزور مدینہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ وادی مہزور بنو قریظہ کا مسکن ہے۔ وادی مہزور کی شمال مغربی سمت میں عوالی کا مقام تھا اور یہ وادی حرہ واقم کی جنوبی سمت میں پڑتی تھی۔ سمہودی نے لکھا ہے کہ وادی مہزور کے سیل کا مصدر حرہ واقم تھا۔[28] حرۂ واقم کو حرۂ بنی حارثہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ کے مشرق سے شروع ہو کر پھیلتا ہوا مدینہ کے شمال تک جاتا ہے۔[29]

۲۔ وادی مذینیب

وادی مذینیب مدینہ کے جنوب مشرق میں مدینہ کے بالائی حصہ میں واقع تھی جسے "العالیہ" کہا جاتا تھا۔ یہ وادی مذینیب بنو نضیر کا مسکن تھی۔ مذینیب کا منبع و مصدر جبل اغوات کے سامنے واقع دو بڑے پہاڑ تھے جن کا مدینہ سے فاصلہ تقریبا سات میل تھا۔[30] ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مصدر "حرہ شوران" ہے شوران کا علاقہ اب بھی مدینہ کے مشرق میں موجود ہے۔ نیز یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ بعض سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ سیل مذینیب اور سیل بطحان دونوں کا مصدر ایک ہے لہذا اسی بنا پر بعض نے مذینیب کو بطحان ہی کی ایک شاخ قرار دیا ہے۔[31]

۳۔ وادی رانونا

وادی رانونا کا مصدر "سدِّ عبد اللہ بن عمرو بن عثمان" اور حرہ کا درمیانی علاقہ ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور وادی (جس کا نام مذکور نہیں) اس کے ساتھ جبل مقمن یا مکمن کے پاس آکر شامل ہو جاتی ہے۔ آخر میں یہ وادی دارالشواترہ کے پاس آکر وادی بطحان میں شامل ہو جاتی ہے جو بنی زریق کے استعمال اور ملکیت میں ہے۔[32] ابن شبہ کہتے ہیں کہ وادی رانونا کا سیلاب جبل عیر کے دائیں طرف واقع ایک پہاڑ کی چوٹی اور حرہ (حرہ وبرہ) کے شرقی کنارے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

۴۔ وادی بطحان

وادی بطحان مدینہ شہر کے اندر انصار کے گھروں کے پاس واقع تھی۔ انصار کے زیادہ تر گھر اس وادی کی مشرقی اور مغربی سمت میں واقع تھے۔ وادی بطحان کا مصدر ابن زبالہ کے بقول مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر واقع ایک سخت زمین کے دو کنارے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ چلتی ہوئی مسجد قباء کی مشرقی سمت میں واقع وادی جفاف تک آتی ہے جس کا آغاز ماجشونیہ[33] سے ہوتا ہے۔ یہاں سے آگے وادی بطحان مدینہ کی مغربی سمت میں سفر کرتی ہوئی جبل سلع کی مغربی سمت مسجد فتح کے قریب جا نکلتی ہے۔ یہاں سے آگے غابہ کے مقام پر سیدھی وادی عقیق میں جا کر شامل ہو جاتی ہے۔[34]

۵۔ وادی قناۃ

"قناۃ" مدینہ کے سافلہ میں پھیلی ہوئی وادی کا نام ہے جو حرہ واقم سے نکل کر مغرب کی طرف سفر کرتی ہوئی زغابہ میں جا گرتی ہے۔ قناۃ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ابن زبالہ لکھتے ہیں کہ بادشاہ "تُبّع" جب یہاں مدینہ میں آیا تو اس نے سرسبز و شاداب وادی کو دیکھ کر کہا: "ھذہ قناۃ

الأرض" یعنی بس یہ وادی اس دنیا کا ماحصل ہے۔ اس وقت سے اس وادی کا نام "قناۃ" پڑ گیا۔[35] وادی قناۃ میں آنے والے سیل کو "سیل وادی قناۃ" کے

علاوہ "سیل سیدنا حمزہ" بھی کہا جاتا ہے۔[36]

٦۔ وادی عقیق

لسان العرب کے مصنف لکھتے ہیں: "ويقال لكل ما شقه ماء السيل في الأرض فأنهره ووسعه عقيق"[37] وادی عقیق کا مصدر "بطاو تح" نامی مقام اور شط کا غربی کنارہ ہے۔ بطاو تح وادی عقیق کو حرہ سے الگ کرتا ہے اور اس وادی کا سیلاب بہتے ہوئے وادی نقیع کے میدان میں جا گرتا ہے یہ میدان مدینہ سے چار بُرد[38] کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ سیل گھومتا اور متعدد زمینوں کو سیراب کرتا ہوا زغابہ کی طرف واپس آجاتا ہے جہاں "مجمع الاسیال" ہے۔[39]

درج بالا آبی وسائل سے مدینہ منورہ کے باشندے اپنی ضروریات پوری کیا کرتے تھے اور عام گھریلو استعمال اور آب پاشی دونوں مقاصد کے لیے انہی وسائل سے پانی حاصل کیا جاتا تھا۔ ان وسائل میں سے چند کنوؤں کو چھوڑ کر باقی تمام وسائل خاص موسموں میں بارآور ہوتے جب کہ باقی ایام میں پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس مسئلے کا حل یہی تھا کہ وسائل کا تحفظ کیا جائے اور ان میں اضافے کی منصوبہ بندی کی جائے۔

آبی وسائل کے تحفظ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اقدامات

مدینہ منورہ میں پانی کی قلت کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے طویل المیعاد منصوبہ بندی کی۔ اس ضمن میں سیرت کے مصادر سے درج ذیل اقدامات کا پتہ چلتا ہے جن کا مقصد آبی وسائل کی ترتیب و تنظیم اور ان کا تحفظ تھا۔ ذیل میں ان کا تفصیل سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

مدینہ منورہ کے آبی وسائل کی دیکھ بھال

آبی وسائل کے تحفظ اور ان میں اضافے کے لیے اقدامات میں سب سے پہلا قدم یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام کنوؤں کا معائنہ فرمایا۔ سیرت کی کتابوں میں مدینہ منورہ کے جن 21 کنوؤں کا ذکر موجود ہے ان تمام کنوؤں سے متعلق کتب سیرت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ وہاں پر تشریف لے گئے۔ ان میں سے جو کنویں انصار کی آبادی میں واقع تھے ان سب کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر کنویں پر جا کر پانی سے وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ اگر آپ نے اس کنویں سے وضو نہیں فرمایا تو کلی کر کے کنویں میں پانی ڈالا یا کم از کم اپنا لعاب مبارک اس میں ڈالا اور کنویں کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ بعض کنوؤں کا پانی میٹھا تھا تو آپ نے ان کے پانی کی تعریف بھی فرمائی۔ مثلاً وادی عقیق میں ایک کنویں کے بارے میں فرمایا: "نعم القليب قليب المزني" یا "نعم الحفيرة حفيرة المزني"[40]

ریاست مدینہ کے سربراہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے ان تمام کنوؤں کا مشاہدہ کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آبی وسائل کا جائزہ لیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ کنوؤں میں پانی کی حقیقی صورت حال کیا ہے؟ پانی کی قلت کا مسئلہ کیوں ہے اور اس مسئلے کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کو اپنے تمام وسائل کا پوری طرح ادراک ہونا ،ان کی تعداد، مقدار اور کیفیت و غیرہ کا ریکارڈ،ان وسائل کی اہمیت کا علم ہونا اور اور ان کے مسائل کے بارے میں مکمل آگاہی ہونا ضروری ہے۔ نیز سال کے مختلف حصوں میں موسمی تغیر کی وجہ سے آبی وسائل میں ہونے والی کمی یا اضافے کا علم ہونا اور ان وسائل کی حفاظت اور نگرانی کا معقول انتظام بھی کرنا ضروری ہے تا کہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے، ان کی افادیت کم نہ ہو اور وسائل میں قلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آپ ﷺ کا کنوؤں پر بنفس نفیس تشریف لے جانا اور اس

میں اپنا بچاہوا برکت والا پانی شامل کرنا، دعاکرنا پانی کی اہمیت اور اس کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔

قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھاناسب کا حق ہے

مدینہ منورہ کے بعض ایسے آبی وسائل جو سارا سال جاری رہتے تھے وہاں پانی فروخت کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کے وسائل کو اجتماعی ملکیت میں دینے کی ترغیب دی کہ پانی کو عام لوگوں کے لیے وقف کر دیا جائے۔ اگر ان وسائل پر جبراً کوئی ایک شخص مسلط ہے اور عام لوگوں کا استحصال کر رہا ہے تو اس کے قبضے سے چھڑا کر اجتماعی ملکیت میں لانے کا انتظام کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "ثلاث لایمنعن: الماء، والکلاء، والنار" [41]یعنی "پانی، گھاس اور آگ ان تینوں چیزوں سے روکا نہیں جاسکتا۔" یعنی ریاست کے یہ وسائل تمام لوگوں کے درمیان مشترکہ حیثیت میں ہوں گے اور ان سے تمام لوگ روک ٹوک کے بغیر فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اس حدیث میں اگرچہ ایک شرعی اصول اور ضابطے کا بیان ہے مگر سیرت کے بعض واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کی فضیلت بھی بیان فرمائی اور بعض لوگوں کو ترغیب بھی دی کہ وہ پانی کے وسائل کو عام لوگوں کے لیے وقف کر دیں۔ مثلاً بئر رومہ کا واقعہ اس ضمن میں اہمیت رکھتا ہے کہ یہ کنواں ایک ایسے شخص کی ملکیت میں تھا جو اس کا پانی بیچا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ترغیب دی کہ اگر وہ شخص یہ کنواں وقف کر دے تو اس کے بدلے میں اسے جنت مل سکتی ہے۔ مگر اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اہل و عیال کا گزارا اسی پانی کی آمدن پر چلتا ہے، صدقہ کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔[42] چنانچہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت عثمانؓ کو اس واقعے کا علم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر میں اسے خرید کر وقف کر دوں تو کیا مجھے بھی یہی بدلہ مل سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے یہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر عام لوگوں کے لیے وقف کر دیا۔ ایسا ہی معاملہ بئر الملک کے ساتھ پیش آیا اور اسے مہنگے داموں خرید کر لوگوں کے لیے وقف کر دیا گیا۔[43]

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے ریاست کو چاہیے کہ عام لوگوں تک آبی وسائل کی فراہمی کو یقینی بنائے تاکہ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور اس بنیادی ضرورت کے لیے انہیں قیمت نہ ادا کرنی پڑے اور پانی پر قابض لوگ دوسروں کا استحصال نہ کر سکیں۔ نیز یہ کہ اگر ایسے وسائل کسی ایک شخص کے قبضہ میں ہوں تو معاوضے کے ساتھ یا کسی بھی قانونی ضابطے سے اس کو لے کر وقف کیا جائے۔ اس لیے پانی کے قدرتی وسائل پر ایک طبقے کا قابض ہو جانا کہ ایک شخص پانی کے ذخائر کا مالک ہو اور تمام لوگ اس کے محتاج ہوں، درست نہیں ہے۔ اس لیے پانی کے وسائل کو تمام لوگوں کی دسترس میں ہونا چاہیے تاکہ سب لوگ برابر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

آبی وسائل میں اضافے کی ترغیب

مدینہ منورہ میں پانی کی قلت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہاں سدا بہار کنوؤں کی تعداد کم تھی۔ اس کا ایک حل یہ بھی ہو سکتا تھا کہ نئے کنویں کھدوائے جائیں تاکہ سہولت کے ساتھ پانی دستیاب ہو مگر ریاست اس زمانے میں کوئی بھی نیا پراجیکٹ شروع کرنے کی استعداد نہیں رکھتی تھی۔ اس مقصد کے لیے عوامی سطح پر اس بات کو اجاگر کیا گیا اور اہل خیر کو اس رفاہی کام کی طرف توجہ دلائی گئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ، وهُو فِي قَبْرِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ[44]

ترجمہ: ”سات کام ایسے ہیں جن کا اجر انسان کو موت کے بعد قبر میں بھی ملتا رہتا ہے۔ کسی کو علم سکھا دینا، نہر نکالنا، کنواں کھودنا، درخت لگانا، مسجد بنانا، قرآن دے دینا یا ایسی اولاد چھوڑ جانا جو بعد میں اس کے لیے استغفار کرتی رہے۔“ اس میں نہر اور کنواں کھدوانے کا ذکر ہے۔ یہ ترغیب عمومی طور پر سب لوگوں کے لیے تھی تاکہ استطاعت والے لوگ اس کام میں دلچسپی لیں۔

آبی وسائل میں اضافے کی ترغیب سے متعلق روایات سیرت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر بعض کنوؤں کی بہتری کے لیے حکم دیا تھا۔ مثلاً بئر رومہ؛ جس کا ذکر سابقہ عنوان کے تحت آچکا ہے کہ اسے حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر عام لوگوں کے لیے وقف کر دیا تھا، یہاں مزید تعمیر کی ضرورت تھی کیونکہ یہاں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کی بحالی اور ترقی کی بھی ترغیب دی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: ”مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةُ“[45] کہ جو شخص بیر رومہ کی دوبارہ کھدائی کروائے گا اسے جنت ملے گی۔ چنانچہ اس دوسرے مرحلے پر بھی حضرت عثمان غنیؓ ہی نے اس کام کا ذمہ لے لیا۔

یہاں معروف صحابی سعد بن عبادہ انصاری کا قصہ بھی اہمیت رکھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان کے ایصال ثواب کے لیے کون سی نیکی کروں تو آپ نے فرمایا تھا کہ کنواں کھودنا سب سے بڑی نیکی ہے تو انہوں نے کنواں کھدوایا۔[46] مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ فکر پیدا ہو گئی تھی کہ آبی وسائل میں اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی کے موقع پر حضرت عبد اللہ نے اپنے بیٹے جابر کو ”بئر السقیا“ کے بارے میں کہا تھا کہ اگر میں واپس آیا تو اس کنویں کو خرید لوں گا، نہ آیا تو تم اسے خرید لینا۔ لڑائی کے بعد جابرؓ کنواں خریدنے پہنچے تو ان سے قبل سعد بن ابی وقاصؓ اسے خرید چکے تھے۔[47]

اجتماعی وسائل سے آب پاشی کی صورت میں پانی کی تقسیم

اجتماعی وسائل سے زرعی زمینوں کو پانی دینا معمول کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آبی وسائل کے محدود ہونے کے باعث زراعت میں مشکل ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے زرعی زمینوں کی آب پاشی کے لیے ضابطہ مقرر کر دیا تھا۔ دراصل اشراج حرہ سے اترنے والے پانی کی تقسیم میں بعض صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا کیونکہ قلت کے باعث پانی پورا نہیں ہوتا تھا۔ اس سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ زرعی زمینوں میں ٹخنے تک اور کھجور کے باغات کو ایڑی تک پانی دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اگلی زمین کی طرف پانی چھوڑ دیا جائے۔[48] یہ اصول سب کے لیے عام تھا اور کسی کو اس سے استثناء حاصل نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ کئی حکمتوں پر مبنی ہے۔ مثلاً کھجور کو کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اسے زیادہ پانی دینے کا فائدہ نہیں ہوتا اس لیے آپ نے اس کی مقدار کم مقرر کی تا کہ پانی ضرورت سے زیادہ استعمال نہ ہو۔ جب کہ زرعی اجناس کو پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس لیے اس کا پانی زیادہ مقرر کیا تا کہ زرعی پیداوار میں اضافہ ہو۔

نیز پانی کی تقسیم کے لیے اصول اور ضابطے مقرر کرنا بذات خود ریاستی نظم ونسق کا اہم اصول ہے جس سے پانی کے معاملے پر ہونے والے نزاع کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ نیز اصولوں کے مطابق پانی کی تقسیم کی صورت میں پانی کی بچت بھی ہوتی ہے۔ اس صورت میں کسی شخص کو ضرورت سے زیادہ پانی نہیں ملتا اور کوئی ضرورت مند پانی سے محروم بھی نہیں رہتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اقوام / علاقوں کے آبی وسائل پر دعووں کو سیاسی اور عسکری طاقت سے حل کرنے کی بجائے سیرت نبوی کی ان نظائر سے حل کرنا چاہیے۔

پانی کی تقسیم کے لیے برابری کی بجائے عدل کا اصول

اشراج الحرہ کے پانی کی تقسیم سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے ہمیں یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی تقسیم میں برابری کی بجائے عدل کا خیال رکھنا چاہیے یعنی ضرورت کے مطابق پانی کی تقسیم کی جائے۔ مثلاً گھریلو ضروریات کے لیے پانی کی فراہمی میں افراد اور آبادی کا خیال رکھا جائے۔ زرعی زمین کے لیے پانی کی فراہمی میں فصل کی ضرورت اور زمین کی پیمائش کا خیال رکھا جائے۔ جس کی زمین یا گھر میں جتنے پانی کی ضرورت ہو اتنا ہی فراہم کیا جائے۔ سب کو برابر دینے کی صورت میں عدل کا ہونا ممکن نہیں ہے۔

اشراج کی روایت چونکہ صرف زرعی زمینوں سے متعلق ہے اس لیے اس روایت سے زرعی زمینوں کی آب پاشی سے متعلق یہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ جن فصلوں کو کم پانی کی ضرورت ہے انہیں کم پانی ملنا چاہیے اور جن فصلوں کو زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے انہیں زیادہ پانی ملنا چاہیے۔ جیسا کہ پاکستان میں رائج قانون کے مطابق فی ایکڑ سرکاری پانی تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اب جن زمینوں میں چاول یا گنا کاشت کر لیا جاتا ہے وہاں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور پانی کی منظور شدہ مقدار سے اس فصل کی ضرورت پوری نہیں ہوتی جب کہ کچھ لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی بچ جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ اس اضافی پانی کو فروخت کر دیتے ہیں جب کہ کچھ لوگ اپنے حصے کا پانی کی دوسرے کو بلا معاوضہ بھی دے دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں درس سیرت یہی ہے کہ برابری کی بجائے عدل کا خیال رکھا جائے اور جس فصل کو جتنی ضرورت ہو اتنا ہی پانی دیا جائے۔ البتہ اگر انتظامی مجبوریوں کے پیش نظر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم اس پانی کو فروخت کرنا مناسب نہیں کیونکہ قدرتی پانی کسی ایک شخص کی ملکیت میں نہیں آسکتا جس کی تفصیل اگلے عنوان میں آرہی ہے۔

ضرورت پوری ہو جانے کے بعد فالتو پانی روکنے کی ممانعت

آبی وسائل سے متعلق روایت سیرت سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچاہوا پانی روکنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ، لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَأَ"[49] ترجمہ: "کوئی بھی شخص بچا ہوا پانی نہ روکے کہ اس کی وجہ سے گھاس اور جڑی بوٹیاں نہ اگ سکیں"۔ اس فرمان کے مطابق فالتو پانی کو روکنا منع کر دیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی قیامت کے دن بات کرنا پسند کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس کے پاس ویرانے میں فالتو

پانی موجود ہو اور وہ مسافر کو پانی لینے سے روک دے۔[50] اگرچہ اس حدیث میں ابن السبیل کو بچے ہوئے پانی سے محروم رکھنے کی ممانعت ہے مگر یہی اصول زرعی زمین کے پانی سے متعلق بھی ہے کیونکہ ضرورت کے معاملے میں کسان اور ضرورت دونوں برابر ہیں۔ جب کہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صراحت کے ساتھ فالتو پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[51] ان تمام احادیث سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جب دوسرے لوگ محتاج ہوں تو فالتو پانی پر کسی ایک شخص یا قوم کا قابض بن جانا شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے۔

قابل استعمال اضافی پانی کی زیرِ زمین نکاسی کا بندوبست

آبی وسائل کے تحفظ سے متعلق ایک اہم پہلو جسے نمایاں کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ عہد نبوی میں زیر زمین آبی وسائل میں اضافے کے لیے بھی کوشش کی جاتی تھی۔ عہد نبوی میں حرانیہ کے مقام پر جس کنویں کا ذکر کتب سیرت میں موجود ہے اس کنویں میں بارش کے دنوں میں پانی کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔[52] کنویں میں پانی چھوڑنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کنویں کے ذریعے بارش کا صاف پانی زیر زمین چلا جائے اور زیر زمین پانی کے ذخائر میں اضافہ ہو۔ وادیوں کے بہنے والے پانی کا ذخیرہ جتنا بھی بڑا ہو، آخر کار ضائع ہو جاتا ہے یا صاف نہیں رہتا لیکن جو پانی زیر زمین چلا جاتا ہے وہ زیر زمین محفوظ ہو تا ہے جسے بعد میں کنوؤں سے نکال کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے ہاں زیر زمین پانی کے ذخائر کو بہت بڑے پیمانے پر استعمال کیا جارہا ہے لیکن ان ذخائر کی بحالی اور اس میں اضافے کی کسی صورت پر ہم عمل نہیں کررہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زیر زمین صاف پانی کی سطح مسلسل نیچے جارہی ہے۔ زمین کی اوپر والی سطح پر استعمال شدہ گندا پانی جو نکاسی کے ذریعے ڈالا جاتا ہے وہ زیر زمین صاف پانی میں مل جاتا ہے۔ اس طرح ہمارے ہاں زیر زمین گندے پانی کے ذخائر جمع ہوتے جارہے ہیں جس کی وجہ سے صحت کے مسائل میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ کم از کم بارش کا پانی گٹر لائن میں ڈالنے کی بجائے زیر زمین ڈالا جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں پانی صاف کرکے دوبارہ زمین میں ڈالا جاتا ہے جسے Rainwater Harvesting مگر ہمارے ہاں اس سلسلے میں بڑی کوتاہی کی جاتی ہے۔[53] موجودہ دور میں زیر زمین صاف پانی کی قلت کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

آبی وسائل کے غیر ضروری استعمال کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ ضرورت سے زیادہ پانی کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت سعدؓ کو زیادہ پانی استعمال کرتے ہوئے دیکھا تو اسراف سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک اعرابی کو وضو کرکے دکھایا تو اپنے اعضا کو تین تین بار دھویا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ پانی استعمال کیا اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔[54] اس کے علاوہ کتب حدیث میں اس بات کا ذکر بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کے لیے ایک مد اور غسل کے لیے ایک صاع پانی کافی ہوتا تھا۔[55]

کنواں کھدوانے پر خصوصی انعام

پانی کی قلت سے متعلق کنوؤں کی تفصیلات میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ مدینہ منورہ میں قلت زیر زمین پانی کی تھی ورنہ کنوؤں کی تعداد کافی تھی۔ پانی کی قلت کی وجہ سے کنواں کھدوانا ایک مشکل کام سمجھا جاتا تھا اس لیے بعض احادیث میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ کنواں کھدوانے پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ مراعات کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ مثلاً سنن ابن ماجہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهِ»[56]

ترجمہ: "عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کنواں کھدوائے گا اس کنویں کے آس پاس سے چالیس ذراع زمین اس کے جانوروں کے لیے باڑے کے طور پر خاص ہو گی۔"

آبی وسائل کے تحفظ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اقدامات کے باب میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گر کوئی شخص اجتماعی ضرورت کے وسائل میں اضافہ کر رہا ہے تو ریاست اسے انعام یا معقول مراعات دے سکتی ہے۔

خلاصہ بحث

آبی وسائل کے تحقیقی مطالعے سے کئی جہات ہمارے سامنے آتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی آبی وسائل کے تحفظ کے لیے اقدامات شروع کر دیے تھے۔ نیز بعد کے زمانے میں جہاں رسول اللہ ﷺ نے پانی کا غیر ضروری استعمال دیکھا وہاں آپ نے لوگوں کی اصلاح فرمائی۔ نیز زرعی زمینوں کی آب پاشی کے لیے پانی کی مقدار اور ضابطہ مقرر کیا۔ آبی آلودگی سے منع فرمایا اور وسائل میں اضافے کی ترغیب بھی وقتاً فوقتاً جاری رکھی۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی بے شمار جہات ہیں جن میں سے صرف ایک آبی وسائل کے تحفظ کا تحقیقی مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس پہلو پر عمل درآمد کو یقینی بنانے سے آبی وسائل کی قلت اور آلودگی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

سفارشات

1. آبی وسائل کا تحفظ فطری ضرورت کے ساتھ ساتھ ہماری مذہبی تعلیمات کا تقاضا بھی ہے۔
2. آبی وسائل کے تحفظ کے لیے قانون سازی اور اس کے اطلاق کو یقینی بنانا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقہ ہے۔ لہذا اس سلسلے میں قانون سازی کی جائے۔
3. کاشت کاروں کے لیے آبی وسائل کی تقسیم کے سلسلے میں برابری کی بجائے عدل کا طریقہ اختیار کیا جائے اور ہر زمین میں پیدا ہونے والی فصل کے مطابق پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
4. گندا اور غلاظتوں سے آلودہ پانی کی زیر زمین نکاسی کو روکا جائے اور فیکٹریوں کے کیمیکلز سے آلودہ پانی کے ذریعے زمینوں کو خراب ہونے سے روکا جائے۔
5. گندے پانی کو دریاؤں اور نہروں میں ڈالنے کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی کو یقینی بنایا جائے اور آئندہ کے لیے ایسے واقعات کی روک تھام کا بندوبست کیا جائے۔
6. آبی وسائل کے تحفظ اور بحالی کے لیے کام کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

7. آبی وسائل کے تحفظ کے لیے صرف ریاست ہی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر بھی اس بات کا ذمہ دار ہے کہ آبی وسائل کی حفاظت کرے اور ان میں اضافے کی کوشش کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] Water Sustainability in Pakistan – Key Issues and Challenges, (State Bank of Pakistan's Annual Report 2016-17). P: 94-
https://www.sbp.org.pk/reports/annual/arFY17/Chapter-07.pdf

[2] -

Tariq, Muhammad A.U.R.; van de Giesen, Nick; Janjua, Shahmir; Shahid, Muhammad L.U.R.; Farooq, Rashid. 2020. "An Engineering Perspective of Water Sharing Issues in Pakistan" Water 12, no. 2: 477. http://www.mdpi.com/journal/water

[3] ۔**القرآن** 25 :48

Al-Qur'ān 25:48.

[4] ۔**القرآن** 21: 30

Al- Qur'ān 21:30.

[5] ۔ ابو یعقوب احمد بن اسحاق یعقوبی، **البلدان** (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1422ھ)، ص151۔
Abū Y'aqūb Aḥmd bin Isḥāq Y'aqūbī, **Al-Buldān** (Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah, Berūt, 1422 H), p.151.

[6] ۔سافلہ سے مراد مدینہ منورہ کا نشیبی علاقہ ہے جہاں انصار رہتے تھے اور اس کے مقابلے میں عالیہ سے مراد بالائی علاقہ ہیں جہاں یہود آباد تھے۔ ملاحظہ ہو: محمد بن مکرم بن علی ابن منظور افریقی، **لسان العرب** (دار صادر، بیروت، 1414ھ)، ج15، ص87۔
Muḥammad bin Mukaram bin ʿAlī ibn Manẓūr Afrīqī, **lisān Al-ʿArab** (Dār Ṣādir, Berūt, 1414 H), Vol.15, p.87.

[7] ۔ابو بکر محمد بن حسن بن درید الازدی، **جمہرۃ اللغۃ** (دار العلم للملایین، بیروت، 1987)، ج1 ص459۔
Abūbakr Muḥammd bin Ḥasan bin Drīd Al-Āzdī, **Jamahrh Al-Lughah** (Dār Al-ʿilm Lil-Malāyin, Berūt, 1987), Vol.1, p.459.

[8] ۔ رسول اللہ ﷺ کے اموال کو صدقات بھی کہا جاتا تھا۔ تاریخ مدینہ کے مصنفین نے رسول اللہ ﷺ کے اموال کا ذکر کثرت سے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: عمر بن عبیدہ ابن شبۃ النمیری، **تاریخ المدینۃ** (طبع علی نفقۃ السید حبیب محمود احمد، جدۃ، 1399ھ)، ج1، ص173۔
ʿŪmar bin ʿŪbaīdah ibn Shabbah Al-Nūmaīrī, **Tārīkẖ Al-Madīnah** (Al-Sayīd Ḥabīb Maḥmūd Aḥmd, Jaddah, 1399 H), Vol.1, p.173.

[9] ۔اموال اور ان کے گرد دیواروں کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح** (دار طوق النجاۃ، مصر، 1422ھ)، کتاب الوصایا، باب من تصدق إلی وکیلہ ثم رد الوکیل إلیہ، رقم الحدیث 2758۔ نیز ملاحظہ ہو: احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری** (دار المعرفۃ، بیروت، 1379)، ج5، ص388۔
Abū ʿAbdillah Muḥammad bin ʿIsmāʿīl Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ** (Dār Ṭaūq Al-Najāh, Egypt, 1422 H) Hadīth No. 2758.

Aḥmad bin ʿAli bin Ḥajar Al-ʿAsqlānī, **Fatḥ Al-Bārī** (Dār Al-Maʿrifah, Berūt, 1379 H), Vol.5, p.288.

[10] ۔ سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الکبیر** (مکتبہ ابن تیمیہ، قاھرہ، 1994ء)، باب الباء، بشیر الاسلمی ابوبشر، رقم الحدیث 1226۔ نیز ملاحظہ ہو: ابو محمد حسین بن مسعود البغوی، **معجم الصحابۃ** (مکتبۃ دارالبیان، بیروت، 2000ء)، ج1 ص295۔ محمد بن یوسف شامی، **سبل الہدی والرشاد فی ہدی خیر العباد**، (دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1993) ج11 ص280۔

Sulaīmān bin Aḥmad Al-Ṭabrānī, **Al-Mʿujam Al-Kabīr** (Maktabah Ibn Taīmīah, Cairo, 1994), Hadīth No.1226.

Abū Muḥammad Ḥusaīn bin Masʿūd Al-Baġhvī, **Mʿujam Al-Ṣaḥābah** (Maktabah Dār Albyān, Berūt, 2000), Vol.1, p.295.

Muḥammad bin Yūsuf Shāmī, **Subul Al-Hudā Wal-Rashād fī Hadī Kẖaīr Al-ʿIbād** (Dār Alkutub Al-ʿIlmīyah, Berūt, 1993) Vol.11, p.280.

[11] ۔ دکتور نہال خلیل الشرابی، السید یعرب یسین ابراہیم، آبار المدینۃ المنورۃ، **مجلہ جامعۃ تکریت للعلوم**، (جامعۃ تکریت للعلوم عراق، 2011، العدد6، مجلد18)۔

Dr. Nihāl Kẖlīl Al-Shurrābī, Al-Sayīd Yʿarab Yāsīn Ibrāhīm, Ābār Al-Madīnah Al-Munawwarah, ***Majallah Jāmīʿah Takrīt Lilʿulūm***, (Jāmīʿah Takrīt Lilʿulūm, ʿIrāq, 2011, Vol.18).

[12] ۔ ان کنوؤں کی وجہ تسمیہ اور تفصیلی حالات سیرت اور تاریخ مدینہ کی کتب میں متفرق طور پر موجود ہیں تاہم وجہ تسمیہ کی تفصیلات اور مختصر تعارف لسان العرب میں موجود ہے۔

[13] خالدہ عبداللطیف حسن یسین، **موقف الرسول من یہود الحجاز** (جامعۃ النجاح الوطنی، نابلس، فلسطین، 2009)، ص46۔

Kẖālidah ʿAbd Al-laṭīf Ḥasan Yāsīn, **Maūqaf Al-Rasūl min Yahūd Al-Ḥijāz** (Jāmiʿah Al-Najāḥ Al-Waṭanīyah, Nāblus, Palestine, 2009), p.46.

[14] ۔ علی بن عبداللہ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ** (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ) ج3 ص124۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن شبۃ، **تاریخ المدینہ**، ج1 ص159۔

ʿAlī ibn ʿAbdillah Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā** (Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah, Berūt, 1419), Vol.3, p.124.

Ibn Shabbah, **Tārīkẖ Al-Madīnah**, Vol.1, p.159.

[15] ۔ محمد بن حسن ابن زبالہ، **اخبار المدینۃ المنورۃ** (مرکز بحوث و دراسات المدینۃ المنورۃ، 2003)، ص212۔

Muḥammad bin Ḥasan Ibn Zabālah, **Akẖbār Al-Madīnah Al-Munawarah** (Markaz Buḥūth W Dirāsāt Al-Madīnah Al-Munawarah, 2003), p.212.

[16] ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الوصایا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا واشترط لنفسہ مثل دلاء المسلمین، رقم الحدیث 2778۔

Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 2778.

[17] ۔ ابو عبداللہ محمد بن محمود ابن النجار، **الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینہ** (شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، س ن)، ص63۔

Abū ʿAbdillah Muḥummad bin Maḥmūd ibn Al-Najjār, **Al-Durrah Al-Ṯhamīnah fī Akẖbār Al-Madīnah** (Shirkah Dār Al-Arqam bin Abī Al-Ārqam), p.63.

[18] ۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج3 ص138۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.138.

[19] ۔ الیعقوبی، **البلدان**، ص151۔

Yʿaqūbī, **Al-Buldān**, p.151.

[20]۔ محمد بن محمد مرتضیٰ الزبیدی، **تاج العروس** (دارالہدایۃ، س ن)، ج15ص398۔

Muḥammad bin Muḥammad Murtaḍa Al-Zubaīdī, **Tāj Al-ʿUrūs** (Dār Al-Hidāyah), Vol.15, p.398.

[21]۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ**، ج3ص123۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.123.

[22]۔ ابن شبہ، **تاریخ المدینہ**، ج1ص160۔

Ibn Shabbah, **Tārīkẖ Al-Madīnah**, Vol.1, p.160.

[23]۔ سمہودی، وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ، ج3ص125 اورص140۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.125, 140.

[24]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن** (المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، س ن)، کتاب الاشربۃ، باب فی ایکاء الآنیۃ، رقم الحدیث3735 میں "بئر السقیا" کی جگہ "بیوت السقیا" کے الفاظ ہیں جب کہ مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم اور شعب الایمان للبیہقی وغیرہ میں "بئر السقیا" کے الفاظ ہیں۔

Abū Dāuʾd, Sulaīmān bin Al-Āshʿath, **Āl-Sunan** (Āl-Maktabah Al-ʿAṣrīah, Ṣaīdā, Berūt), Hadīth No. 3735.

[25]۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخباردارالمصطفیٰ**، ج3ص140۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.140.

[26]۔ الازدی، **جمہرۃ اللغۃ**، ج1ص459۔ نیز ملاحظہ ہو: **معجم مقاییس اللغۃ**، ج3ص269۔

Ibin Drīd Al-Āzdī, **Jamahrh Al-Lughah**, Vol.1, p.459.

[27]۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المساقاۃ، باب سکر الانھار، رقم الحدیث2359۔

Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 2359.

[28]۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج1ص161۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.1, p.161.

[29]۔ حرہ واقم کو پانچ مناطق میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن میں سے دو یہود کے تھے جب کہ شمالی سمت کے تین مناطق اوس اور خزرج کی آبادیوں کے ساتھ تھے۔ ملاحظہ ہو: عبد القدوس انصاری، **آثار المدینۃ المنورۃ** (المکتبۃ السلفیۃ المدینۃ المنورۃ، 1973) ص206۔

ʿAbd Āl-Qudūs Anṣārī, **Āthār Al-Madīnah Al-Munawwarah** (Ālmaktabah Al-Salfīah Al-Madīnah Al-Munawwarah, 1973), p.206.

[30]۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج3ص212۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.212.

[31]۔ابن زبالہ، **اخبار المدینہ**، ص228۔

Ibn Zabālah, **Akẖbār Al-Madīnah Al-Munawarah**, p.228.

[32]۔ السمہودی،**وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج3ص1072۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.1072.

[33]۔"ماجشونیہ" وادی بطحان میں واقع ایک جگہ کا نام ہے۔

[34]۔ابن زبالہ، **اخبار المدینہ**، ص226ومابعد۔

Ibn Zabālah, **Akẖbār Al-Madīnah Al-Munawarah**, p.226.

[35]۔ایضاً ص227۔

Ibid. p.227.

[36]۔عبد القدوس انصاری، **آثار المدینۃ المنورۃ**، ص 233۔

ʿAbd Āl-Qudūs Anṣārī, **Āthār Al-Madīnah Al-Munawwarah**, p.233.

[37]۔ابن منظور افریقی، **لسان العرب**، ج10ص255، لفظ: "عقق"۔

Ibn Manẓūr Afrīqī, **lisān Al-ʿArab**, Vol.10, p.255.

[38]۔ "أربعة بُرُدٍ، وهي ستة عشر فرسخاً، والفرسخ ثلاثة أميال، والميل أربعة آلاف ذراع، والسفر الذي يجوز فيه القصر أربعة برد" ملاحظہ ہو: ابن منظور افریقی، **لسان العرب**، ج3، ص86، لفظ: "برد"۔ اس طرح کل مسافت 48 میل بنتی ہے۔

Ibn Manẓūr Afrīqī, **lisān Al-ʿArab**, Vol.3, p.86.

[39]۔ابن شبہ، **تاریخ المدینہ**، ج1ص165ومابعد۔

Ibn Shabbah, **Tārīkẖ Al-Madīnah**, Vol.1, p.165.

[40]۔ مکمل بحث ملاحظہ ہو: السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج 3ص136ومابعد۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.136.

[41]۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، **السنن** (دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر، س ن)، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی الثلاث، رقم الحدیث 2472و2473۔

Ibn Mājah, Abū ʿAbdillah Muḥammad bin Yazīd Al-Qazwīnī, **Al-Sunan** (Dār Iḥīāʾ Al-Kutub Al-ʿArbīah, Egypt), Hadīth No. 2472, 2473.

[42]۔ السمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج3ص137۔ نیز ملاحظہ ہو: البغوی، **معجم الصحابہ**، ج 1ص295۔

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.137.

Al-Baġhvī, **Mʿujam Al-Ṣaḥābah**, Vol.1, p.295.

[43]۔ابو عبد اللہ شہاب الدین یاقوت الحموی، **معجم البلدان** (دار صادر، بیروت، 1995)، ج1ص300۔ نیز ملاحظہ ہو: سمہودی، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**، ج3ص138۔

Abū ʿAbdillah Shihāb Al-Dīn Yāqūt Al-Ḥamawī , **Muʿjam Al-Buldān** (Dār Ṣādir, Berūt, 1995), Vol.1, p.300.

Al-Samhūdī, **Wafāʾ Al-Wafāʾ bi Ākẖbār Dār Āl-Muṣṭafā**, Vol.3, p.138.

44 ۔ابو بکر احمد بن عمرو البزار، **مسند البزار** (مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، 2009)، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، رقم الحدیث7289۔ نیز ملاحظہ ہو: ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، **شعب الایمان** (مکتبۃ الرشد، ریاض، 2003)، کتاب الزکوۃ، باب الاختیار فی صدقۃ التطوع، رقم الحدیث 3175۔
Abūbakr Aḥmad bin ʿAmr Al-Bazzār, **Musnad Al-Bazzār** (Maktabah Al-ʿUlūm Wa Al-Ḥikam, Al-Mdīnah Al-Munawwarah, 2009), Hadīth No. 7289.

Abūbakr Aḥmad bin Ḥusaīn Al-Baīhaqī, **Shiʿab Al-Aīmān** (Maktabah Al-Rushd, Rīāḍ, 2003), Hadīth No.3175.

45 ۔البخاری، **الجامع الصحیح** کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضاً او بئر واشترط لنفسہ مثل دلاء المسلمین، رقم الحدیث2778۔
Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 2778.

46 ۔ابو داؤد، **السنن**، کتاب الزکوۃ، باب فی فضل سقی الماء، رقم الحدیث1681۔
Abū Dāuʾd, **Āl-Sunan**, Hadīth No. 1681.

47 ۔ابن شبہ، **تاریخ المدینہ**، ج1 ص158۔
Ibn Shabbah, **Tārīkẖ Al-Madīnah**, Vol.1, p.158.

48۔البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المساقاۃ، باب سکر الانھار، رقم الحدیث2362،2359۔
Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 2359, 2362.

49 ۔ابن ماجہ، **السنن**، کتاب الرھون، باب النھی عن منع فضل الماء، رقم الحدیث2478۔
Ibn Mājah, **Al-Sunan**, Hadīth No. 2478.

50 ۔ مسلم بن حجاج القشیری، **الصحیح** (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم، رقم الحدیث108۔
Muslim bin Ḥajjāj Al-Qushaīrī, **Al-Ṣaḥīḥ** (Dār Iḥīāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, Berūt), Hadīth No. 108.

51 ۔ " نَہَی رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ فَضْلِ الْمَاءِ " **صحیح مسلم**، ج3، ص1197 رقم1565 ومابعد۔
Muslim, **Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 1565.

52۔ابن شبہ، **تاریخ المدینہ**، ج1 ص169۔
Ibn Shabbah, **Tārīkẖ Al-Madīnah**, Vol.1, p.169.

53 ۔انڈیا کے دارالحکومت دہلی میں نقشے کی منظوری کے لیے لازم کر دیا گیا ہے کہ بارش کے پانی کی زیر زمین نکاسی کا انتظام موجود ہو۔ ملاحظہ ہو: **آبی وسائل اور ان سے متعلق شرعی احکام** (اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا، ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، 2012ء) ص683، 682۔
Abī Wasāʾil Aūr un sy Mutaʿalliq Sharʿī Aḥkām (Islāmic Fiqh Academy, India, IFA Publications, New Delhi,2012) p.682, 683.

[54] ۔ابن ماجہ، **السنن**، کتاب الطھارۃ و سننھا، باب القصد فی الوضوء، رقم الحدیث 422، 425۔

Ibn Mājah, **Al-Sunan**, Hadīth No. 422, 425.

[55] ۔البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الوضوء، باب الوضوء بمد، رقم الحدیث 201۔

Al-Bukẖārī, **Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No. 201.

[56] ۔ابن ماجہ، **السنن**، کتاب الرھون، باب حریم البئر، رقم الحدیث 2486۔

Ibn Mājah, **Al-Sunan**, Hadīth No. 2484.